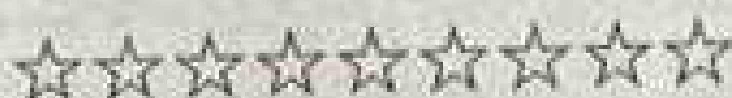
# نصرت القادر

# فی

# مسئلة الحاضر والناظر



## مولوی سرفراز گکھڑوی (دیوبندی) کی کتاب

## "تبرید النواظر" کا جواب

سوال ۹- لفظ حاضر اور ناظر کے لغوی معانی کیا ہیں؟

جواب ۹- منجد[1] صفحہ ۱۳۲، مجمع بحار الانوار[2] صفحہ ۲۷۵ جلد اول اور مختار الصحاح[3] صفحہ ۱۵۹، المفردات[4] طبع مصر صفحہ ۲،۳۷۲،۳۷۳،۳۷۴ وغیرہ میں لفظ ''حاضر'' کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں۔ ۱۔ شہروں اور بستیوں میں رہنے والا۔ ۲۔ بڑا قبیلہ ۳۔ سامنے ہونے والا۔ ۴۔ جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو۔ ۵۔ حاضر غائب کی ضد ہے جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو

لفظ ''ناظر'' کا معنی مندرجہ ذیل کتب میں یہ لکھا ہے۔

۱۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے۔

ناظر کا ماخذ نظر ہے جس کے معانی ہیں ۔۲۔ کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا۔ ۳۔ کسی چیز کا اندازہ کرنا۔۴۔ آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور وتأمل کرنا۔۵۔ اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر وبصیرت کو پھیرنا۔۶۔ تأمل وتلاش ۔۷۔ وہ معرفت اور رؤیت مراد ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔ ملاحظہ فرمایئے۔ مختار الصحاح صفحہ ۶۹۱، المفردات صفحہ ۵۱۷، منجد صفحہ ۸۹، صراح[5] صفحہ ۲۱۴، اس لغوی تحقیق سے واضح ہوا کہ حاضر اور ناظر کے اصلی اور حقیقی معانی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں بلکہ ان معانی سے اللہ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔ تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر

---

[1]:۔ ازلویس معلوف الیسوعی (المتوفی ۱۸۶۷ھ) [2]:علامہ محمد طاہر پٹنی (المتوفی ۹۸۶ھ) [3]:علامہ محمد بن ابوبکر بن عبدالغفار رازی (المتوفی ۶۶۰ھ)

[4]:علامہ حسین بن محمد راغب (المتوفی ۵۰۲ھ) [5]:ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد القرشی (المتوفی تقریباً ۶۹۰ھ) ابو جلیل فیضی غفرلہ

تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر نہیں ہوسکتا۔
یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن و حدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات حق تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا۔ کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

**سوال:-** اسمائے حسنیٰ میں لفظ خدا بھی نہیں ہے پھر خدا کیوں کہتے ہو؟ (گکھڑوی)

**جواب:-** یہ قیاس مع الفارق ہے۔ خدا فارسی کا لفظ ہے اور حاضر و ناظر عربی الفاظ ہیں عربی اور اسمائے حسنیٰ میں داخل نہ ہوں؟ معلوم ہوا کہ بغیر تاویل کے حاضر و ناظر کے لغوی معنی سے اللہ پاک ہے۔

**سوال:-** قرآن مجید میں وَلَا یَنظُرُ اِلَیۡہِمۡ (آل عمران:۷۷) اور حدیث پاک میں ان اللہ لا ینظر الی صورکم آیا ہے خدا کے لئے نظر ثابت ہے۔ (گکھڑوی)

**جواب:-** تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۸۰ پارہ سوم میں لَا یَنظُرُ اِلَیۡہِمۡ کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفار پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا جس کے حق میں لفظ نظر کا استعمال جائز نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کے لئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار میں حدیث پاک ان اللہ لا ینظر الی صورکم [1] میں نظر کا

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۳۱۷ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۳۰۶ جلد دوم، مسند احمد صفحہ ۲۸۵،۲۳۰ جلد دوم، جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۱۴ جلد اول۔ ابوجلیل فیضی غفرلہٗ

معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کے معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے امام راغب اصفہانی مفردات صفحہ ۵۱۷ میں فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنی دیکھنا نہیں صرف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے **ولا ینظر الیھم** کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام واحسان نہ ہوگا۔ متاخرین میں سے بعض لوگوں نے خدا کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اسے کفر قرار دیا۔ بالآخر جمہور علماء نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے خدا کو حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں اور تاویل یہ کی کہ حضور کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور نظر کے مجازی معنی رؤیت مراد لئے جائیں اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم وبصیر اور عالم کے معنی میں ہوگا ملاحظہ فرمائیے۔ ردالمحتار صفحہ ۳۲۷ جلد سوم۔

**سوال:** یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا؟ (عام دیوبندی)

**جواب:** صاحب درمختار کا یَا حَاضِر یَا نَاظِر لَیْسَ بِکُفْر کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب درمختار کا یہ قول بالکل لغو اور بے معنی قرار پاتا کیونکہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار اور تردید ممکن ہی نہیں! دیکھئے آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ

تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

**سوال:** تمہارے بہت بڑے بزرگ سلطان باہو فرماتے ہیں۔

نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی
دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی

(مولوی عبدالستار تونسوی کی تقریر)

**جواب:** یہ بیت قطعاً سلطان باہو کا نہیں مترجم (مولوی شاہ دین) کی حرکت ہے۔ اصل بیت اس طرح ہے۔

یقین دانم دریں عالم کہ لامعبود الا ہو
ولا موجود فی الکونین لا مقصود الا ہو

رسالہ روحی صفحہ ۲۲ میں سلطان العارفین برہان الواصلین سخی باہو فرماتے ہیں۔

بداں کہ عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر محو حا ہویت مطلق

(جان لے کہ عارف کامل قادری حاہویت مطلق میں غرق ہو کر ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے) سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کو بھی مانو!

**سوال ؛۔** تم لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہو اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟

**جواب ؛۔** حضور کو حضور کہہ کر آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرنا عجیب بات ہے۔ حضور ہیں اور حاضر نہیں؟ جب حضور ہیں تو حاضر بھی ہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی کوڑھ مغز یہ کہے کہ میرا باپ میرا والد نہیں!

**جواب ؛۔** حضور غزالی زمان تسکین الخواطر میں فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے جس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں گویا حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا سرکار کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۱۱۵ جلد سوم)

بعض حضرات نے فرط عقیدت کی بنا پر تصرفات استمداد اور علم غیب تینوں مسئلوں کو

حاضر وناظر کے مفہوم میں شامل کردیا۔ مثلاً ہمارے ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام جہان کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام جہان کی سیر کرے اور صد ہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اسی جسم کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ موجود ہے۔ (جاءالحق صفحہ ۱۳۱ جلد اول) یہ مسائل اپنی جگہ حق ہیں ان کا ثبوت قرآن وحدیث واقوال علماء سے ہے مگر حاضر وناظر کا معنی حضور کے لئے وہی ہے جو غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی (المتوفی ۱۴۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

**سوال ۱:** حاضر وناظر ہونا تو خاص صفت خداوندی ہے اور خدا کی صفت غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے؟

**جواب ۱:** ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی غیر کے لئے اسی طرح ثابت کرنا شرک ہے جس طرح خدا کے لئے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حاضر وناظر کے اطلاق کو شرک کہنے والے لوگوں نے یا تو حاضر وناظر کے معنی نہیں سمجھے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ (حاضر وناظر) کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرتے ہیں جن کے لغوی معنی صرف بندوں کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ معترض جن دلائل سے خدا کو حاضر وناظر ثابت کرتا ہے مثلاً خدا کا سمیع، بصیر، علیم، خبیر یا با الفاظ دیگر عالم ومن یری (جاننے والا او ردیکھنے والا) بعینہٖ وہی دلائل قرآن وحدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

ثابت ہیں کہ آپ حاضر وناظر ہیں۔ سمیع ،بصیر ،علیم ،خبیر عالم اور مــن یــری سب کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

۱۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمیع وبصیر ہیں۔

(روح المعانی ۱ تاویلات نجمیہ ۲)

۲۔ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا خبیر حضور ہیں۔ (صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۳۶ جلد سوم)

۳۔ بصیر ،علیم کے معنی میں حضور ہیں۔ (زرقانی شریف صفحہ ۱۲۴ جلد سوم)

۴۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ حضور ہیں۔ (مدارج النبوت صفحہ ۳ جلد اول)

۵۔ وَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ یری کا فاعل اللہ ورسول دونوں ہیں۔

چاروں اسمائے مبارکہ سمیع وبصیر ،علیم وخبیر جن کو ایہام شرک کی بنیاد قرار دے رہے ہو حضور کے اسمائے مبارکہ میں شامل ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(مدارج النبوت صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶ جلد دوم، مواہب اللدنیہ طبع مصر صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ جلد اول، زرقانی شریف طبع مصر ۱۲۴ تا ۱۳۸ جلد سوم)

**جواب ۴:** مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی تبرید النواظر صفحہ ۶۵ میں لکھتا ہے۔ نزاع لفظ حاضر ناظر میں نہیں اس کے مفہوم ومعانی میں ہے اسی طرح حفیظ ،علیم ،رب اور مالک وغیرہ (مومن ،رؤف ،حی ،علی ،کریم ،غنی ،رحیم ،حافظ) کے الفاظ غیر پر اطلاق کئے گئے ہیں لیکن اگر ان الفاظ کو وہ معنی اور مفہوم دیا جائے جو خدا تعالیٰ کے مناسب شان

---

۱: عنایۃ القاضی صفحہ ۱۲، ۱۳ جلد ششم از علامہ شہاب الدین خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ)

۲: تاویلات نجمیہ علامہ نجم الدین ابوبکر بن عبداللہ رازی (المتوفی ۶۵۴ھ) کی تالیف ہے اور یہ صوفیانہ اصطلاحات پر قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

ہے تو یقیناً باطل ہے۔

**سوال:۔** تم لوگ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر مانتے ہو لہذا تم مشرک ہو۔ (عام دیوبندی)

**جواب:۔** ہم واللہ باللہ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر نہیں مانتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے جملہ صفات خداوندی مستقل اور بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت عطائی اور غیر مستقل نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔ لہذا ہم پر شرک کا الزام غلط ہے۔

عطائے صفات سے مراد ہمارے نزدیک صرف وہی صفات مراد ہیں جن کا ظہور بندوں میں دین متین اور عقل سلیم کی روشنی میں ممکن ہے ورنہ وجوب وجود اور غنائے ذاتی کا ظہور بندوں کے حق میں قطعاً محال ہے۔

**سوال:۔** مشرکین عرب بھی اپنے معبودان باطلہ (بتوں) کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے اور تم بھی عطائی صفات کے قائل ہو تمہارے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟

**جواب:۔** ہمارے اور ان کے درمیان متعدد فرق ہیں اولاً:۔ وہ بتوں کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے جنہیں خدا نے کچھ نہیں دیا تھا اور ہم محبوبان الٰہی کے لئے عطائی صفات مانتے ہیں جن کو خدا نے صفات عطا فرمائی ہیں اور عطائے خداوندی برائے محبوبان حق سے ثابت ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ، هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

كُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

بتوں کو عطا کا عقیدہ رب تعالٰی پر بہتان اور کفر ہے اور محبوبان الٰہی کو عطا کا عقیدہ قرآن سے ثابت اور عین ایمان ہے۔

**ثانیاً**:۔ وہ مشرکین ان صفات (الوہیت، غنائے ذاتی وجوب وجود) کے بھی قائل تھے جن کی عطا ناممکن اور محال اور ہم مسلمان ان صفات (حاضر وناظر، علم غیب، اختیار استمداد) کی عطا کے قائل ہیں جن کی عطا ممکن بلکہ واقع ہے۔لہذا وہ مشرک اور ہم بحمدہ مؤمن کامل شرک سے پاک ہیں۔

**ثالثاً**:۔ حکیم الامت دیوبند اشرفعلی تھانوی اپنی آخری تصنیف بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰۷ میں لکھتے ہیں:۔

مشرکین عرب کا اپنے الہٰہ باطلہ کے ساتھ قدرت مستقلہ کا عقیدہ تھا مشرکین تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔صفحہ ۷۰۸ میں لکھا مشرکین ایسے تصرفات واختیارات کے قائل تھے جو مقید بالاذن نہ ہوں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبودان باطلہ نافذ احکامات واختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج نہیں اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام محبوبان الٰہی کیلئے عطائے الٰہی کے بعد قدرت غیر مستقلہ کے قائل ہیں اور تصرف واختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج ہیں ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ خدا کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔محبوبان الٰہی جو کچھ کرتے ہیں اذن الٰہی سے کرتے ہیں جو ہمارے اس پاک عقیدہ کو شرک کہتا ہے وہ عقل کا علاج کرائے۔

سوال ۹:۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر الہ اور خالق مانتا ہوں اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلکہ دیگر بزرگوں کو بھی عطائی طور پر الہ اور خالق تسلیم کرتا ہوں تو کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا؟؟ اگر رہے گا تو کس دلیل سے؟

(تبرید از گکھڑوی صفحہ ۶۳)

**جواب:۔** وہ مسلمان نہیں رہے گا اس لئے کہ اس نے ان صفات کی عطا کو مانا جن کی عطا ناممکن محال اور ممتنع بالذات ہے۔ مسلمانوں اور مشرکین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ ان صفات (الوہیت استقلال بالذات، وجوب وجود اور ذاتی خلق وایجاد) کے قائل تھے اور مسلمان ان عطائی صفات کے قائل ہیں جن کی عطا کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

**سوال:۔** مشرکین عرب تلبیہ حج میں کہا کرتے تھے لا شریک لک لبیک الا شریکا تملکہ وماملک اس سے ثابت ہوتا ہے وہ اپنے بتوں کے حق میں تصرف بالاستقلال کے قائل نہ تھے کیونکہ استقلال ذاتی اور مملوکیت میں منافات ہے یعنی وہ بتوں کو خدا کی مِلک جانتے تھے۔ پھر کس طرح تسلیم کیا جائے کہ وہ ان بتوں میں صفات مستقل مانتے تھے۔ (جواہر القرآن غلام اللہ خاں راولپنڈی)

**جواب:۔** نص قطعی قرآنی میں مشرکین عرب کا قول صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی کہ ہم ان بتوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کرنے سے اور ان کو معبود ماننے سے ہمیں قرب الٰہی حاصل ہو۔

مشرکین عرب استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر الا شریکا بولا کرتے تھے

جب ان بدبختوں کے نزدیک ایک مملوک لائق عبادت ہوسکتا ہے تو متصرف بالاستقلال کیوں نہیں ہوسکتا؟ اگر اعتقاد مملوکیت کے ساتھ مشرکین کے ناپاک دلوں میں معبودیت کا عقیدہ جمع ہوسکتا ہے تو مملوکیت کے عقیدہ کے ساتھ تصرف بالاستقلال کا اعتقاد بھی پایا جاسکتا ہے اپنے تھانوی کی بات تو مانو "بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰۷ میں لکھتے ہیں مشرکین عرب اپنے الہہ کے لئے قدرت مستقلہ کے قائل تھے"

**سوال:۔** مولوی سرفراز گکھڑوی نے تبرید النواظر میں لکھا "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر حاضر وناظر کا اطلاق درست ہے مگر بریلوی حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی طرح حاضر وناظر مان کر مشرک ہوگئے!

**جواب:۔** ہم بحمد اللہ تعالیٰ خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر نہیں مانتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے جملہ صفاتِ خداوندی مستقل بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت کسی کی عطا اور غیر مستقل نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جملہ صفات غیر مستقل اور خدا کی عطا ہیں لہٰذا ہم خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے لہٰذا ہم بحمد اللہ شرک سے پاک ہیں۔

**سوال:۔** کیا اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں ایسی صفات پیدا کر دیتا ہے جن کو کمالاتِ خداوندی کی تجلی اور صفاتِ ایزدی کا ظہور کہا جاسکے؟

**جواب:۔** مخلوقات کو مظہر انوار الٰہی اور جلوہ گاہ کمالاتِ ایزدی ماننا ضروریاتِ دین سے ہے اس کا انکار کفر والحاد سے کم نہیں صحیح بخاری صفحہ ۹۶۳ جلد دوم میں حدیث قدسی یعنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان کے ذریعے خدا فرماتا ہے کہ جس نے

میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

**سوال:۔** اس حدیث کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ جب بندہ کثرت عبادت سے حق تعالیٰ کا مقبول ہو جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء کا حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے۔

(تمرید النواظر صفحہ ۱۵۸ از گکھڑوی)

**جواب:۔** آپ ہماری بات نہیں مانتے اپنے اکابرین دیو بند کی بات تو مانیں محدث دیو بند انور شاہ کشمیری فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۴۲۹ جلد چہارم میں اسی حدیث قدسی کے تحت لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ حدیث کے یہ (گکھڑوی والے) معنی بیان کرنا حق الفاظ سے تجاوز اور کج روی ہے اس لئے کہ بصیغہ متکلم اللہ تعالیٰ کا کُنْتُ سَمْعَهُ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد متقرب بالنوافل میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہو گیا ہے اور فنافی اللہ سے صوفیا کی مراد بھی یہی ہے کہ بندہ اپنے خواہشات نفس سے اس طرح خالی

ہوجائے کہ اس میں اللہ تعالی کے سوا کوئی چیز تصرف کرنے والی باقی نہ رہے اس حدیث میں وحدت الوجود کی چمک ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ پر واضح ہوگا کہ آیت کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے معانی یہی ہیں جن کا مصداق یہ عبد مقرب ہے عبادت کے معانی پامالی کے ہیں یعنی عبد مقرب اپنی انانیت اور صفاتِ بشریہ کو اپنے رب کی بارگاہ میں پامالی یعنی ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ ان کو فنا کر دیتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بندے میں اس کے اپنی صفات عبدیت کی بجائے صفاتِ حق متجلی ہوتی ہیں اور انوار صفاتِ الٰہیہ سے وہ بندہ منور ومستنیر ہوجاتا ہے۔

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۴۲۹ جلد چہارم میں دیوبند کے محدث انورشاہ کشمیری فرماتے ہیں جب درخت سے إِنِّي أَنَا اللَّهُ کی آواز آسکتی ہے تو متقرب بالنوافل کا کیا حال ہے کہ اللہ تعالی اس کی سمع وبصر نہ ہوسکے اور اللہ تعالی کا اپنے مقرب بندوں کی سمع وبصر ہوجانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہوسکتا ہے۔ جب کہ وہ ابن آدم جو صورت رحمٰن پر پیدا کیا گیا شرف وکمال میں شجرہ موسیٰ علیہ السلام سے کسی طرح کم نہیں۔

نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو گاؤخر کے خیال سے بدتر کہنے والا (معاذ اللہ) تمہارا مولوی اسماعیل جسے تم شہید مانتے ہو اپنی نام نہاد صراط مستقیم مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۲ میں اس مسئلہ کو اس طرح سمجھاتا ہے کہ جس طرح لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال دیتے ہیں اور آگ کے شعلے ہر طرف سے اسے احاطہ کر لیتے ہیں بلکہ آگ کے اجزائے لطیفہ اس لوہے کے ٹکڑے کے نفس جوہر میں دخل کر جاتے ہیں اور اس کی شکل ورنگ کو اپنے جیسا بنا لیتے ہیں اور گرمی اور جلانا جو آگ کی

خاصیتوں میں سے ہے اس لوہے کے ٹکڑے کو بخش دیتے ہیں تو اس وقت ضرور وہ لوہے کا ٹکڑا آگ کے انگاروں میں شمار ہو جاتا ہے لیکن نہ اس وجہ سے کہ وہ لوہا اپنی حقیقت کو چھوڑ کر خالص آگ کی حقیقت سے بدل گیا ہے۔ چونکہ یہ امر توصریح البطلان ہے بلکہ یہ لوہے کا ٹکڑا فی الحقیقت لوہا ہی ہے مگر شعلہ ہائے ناریہ کے لشکروں کے ہجوم کی وجہ سے اس کا لوہا پن اپنے آثار واحکام سمیت بھاگ گیا ہے اور جو آثار واحکام آگ پر مترتب ہیں وہی آثار واحکام اب بھی آگ پر مرتب ہیں جس نے اس لوہے کے ٹکڑے کو احاطہ کیا ہوا ہے لیکن چونکہ آگ نے اس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی سواری بنا کر اپنی سلطنت قرار دے رکھا ہے اس لئے وہ آثار واحکام ٹکڑے کی طرف نسبت کئے جا سکتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اسی کیفیت کا بیان ہے اور آیت کریمہ فَاَرَادَ رَبُّكَ اسی طرف اشارہ ہے الغرض اگر اس میں اس آہن پارہ کو بولنے کی طاقت ہوتی تو سو زبان کے ساتھ اپنی اور آگ کی عینیت اور یک جان ہونے کا شور وغل مچاتا اور ضرور خواہ مخواہ ایک ساعت کے لئے اپنی حقیقت سے غافل ہو کر یہ کلمہ بول اٹھتا کہ میں جلانے والی آگ کا انگارہ ہوں اور میں وہ چیز ہوں کہ باورچیوں اور لوہاروں اور سناروں بلکہ تمام پیشہ وروں کاریگروں کے کاروبار میرے ساتھ وابستہ اور متعلق ہیں اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی گہری تہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو انا الحق اور لیس فی جنبی سوی اللہ کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا

اورایک روایت کی رو سے ولسانه الذی یتکلم بہ اسی حال کی حکایت ہے۔
خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے انی انا اللّٰہ رب العالمین صادر ہوئی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانه و تعالیٰ کا نمونہ ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (منکرو، ضد چھوڑ کر اپنے گھر کی خبر لو)

**سوال ۹:۔** ہمارے علامہ سرفراز گکھڑوی نے بخاری کی اس حدیث کا جو معنی لکھا ہے وہ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۲۷ پارہ ۲۹ کے حوالہ سے ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز بہت بڑے محدث گزرے ہیں تم انکار کیسے کر سکتے ہو۔

**جواب ۹:۔** واقعی وہ بہت بڑے محدث تھے انہوں نے حدیث مذکور کا ایک معنی لکھا ہے دوسرے معنی کا انکار نہیں کیا اب ہم بفضل خدا تفسیر عزیزی کے حوالہ جات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ خداوندی کا مظہر اوصاف حق ہونا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۹ مطبوعہ دیوبند میں فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے تحت لکھا مدبرات امرا سے مراد کاملوں اور مکملوں کے دل مراد ہیں کہ بعد پہنچنے کے درگاہ الٰہی میں صفات الٰہی سے موصوف ہو کے خلق کو دعوت خالق کی طرف کرنے کے واسطے پھر اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ بلفظہ

اب عبارت مذکورہ کے الفاظ "صفات الٰہی سے موصوف ہو کے" پر غور کرو اور بتاؤ کہ حاضر و ناظر جسے صفت الٰہی مانتے ہو اس کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر

اور اس صفت حاضر وناظر سے موصوف ہوئے یا نہ؟

☆...... تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ دیوبند میں ہے ماسوائے حق سے تجرد کر اور نظر کرنے سے غیر کی طرف اپنے کو بچا تا کہ تیری ذات پر کمالات حقانیہ سب کے سب روشن ہوویں کہ استعداد تام قبول کرنے کو کمالات الٰہی کے سوائے ذات محمدی کے کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ بلفظہٖ اب بتایئے کہ حضور ﷺ پر کمالات حقانیہ اور کمالات الٰہی (حاضر وناظر، علم غیب) حاصل ہوئے یا نہ؟ یہاں سب کمالات سے مراد وہ سب کمالات ہیں جن کی عطا شرعاً وعقلاً ممکن ہے۔

☆...... تفسیر عزیزی صفحہ ۶۷ پارہ ۳۰ مطبوعہ دیوبند میں ہے:۔ لیکن محبوں کے فقط گناہ سے بچنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان سے تخلق باخلاق الٰہی چاہتے ہیں۔ بلفظہٖ

اب بتایئے حضرت محدث دہلوی نے صرف گناہ سے بچنے والے معنی بیان فرمائے ہیں یا تخلق باخلاق الٰہی مظہر اوصاف الٰہی ہونا بھی تسلیم کیا ہے؟

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۱۲ مطبوعہ دہلی میں مقام فنا کا ذکر کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔ ''ایسا اس کی یاد میں مشغول ہو اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جاوے کہ ذکر اور ذکر کرنے والا اور ذکر کیا گیا ایک ہو جاوے اور دوئی درمیان سے اٹھے'' شاہ صاحب نے گکھڑوی کا صفایا کر دیا۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۹۹ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔ پس ضروری ہوا کہ کوئی مخلوقات اس کی کہ ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الٰہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اس کے متصف ہو۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۷۰ میں ہے:۔ اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخادعت خدا

کی عبارت مخادعت رسول اس کے سے ہے اس واسطے کہ رسول کسی شخص کا اس امر میں
بیچ حکم اسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اس کے ساتھ کریں اس شخص کی طرف رجوع
کرتا ہے اور کہنا رسول کا بعینہٖ کہنا اس شخص کا ہے جیسا کہ بیچ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس شخص نے اطاعت رسول کی کی پس تحقیق اس نے اطاعت
اللہ کی کی اور بیچ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ یعنی وہ لوگ کہ بیعت
تیرے ساتھ کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اور
بیچ آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت
پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا۔ اس معنی کا صاف ارشاد کیا ہے۔ پس فریب دینا ان
منافقوں کا رسول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے گویا فریب دینا خدا کا ہے علی
الخصوص ہر گاہ کہ اس رسول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا بھی ثابت
ہے اور محبوب خدا کو فریب دینا بمنزلہ اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح
بخاری کے اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میری نزدیک ہوتا ہے
بسبب ادا کرنے نوافل کے یہاں تک کہ اس کو اپنا محبوب کرتا ہوں کان اور آنکھ اس کی
ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور زبان اس کی ہوتا ہوں کہ ساتھ
میرے باتیں کرتا ہے اور ہاتھ اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے، پاؤں
اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے چلتا ہے۔

## شاہ عبد العزیز کے دادا جان کا ارشاد

مکتوبات شاہ عبد الرحیم، انفاس رحیمیہ صفحہ ۱۸ میں شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کے

والد اور شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کے دادا شاہ عبدالرحیم (المتوفی ۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں اور اس کے حسن و جمال کی جلوہ گاہ ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں اور اس کے خزائن بخشش کی کنجی ہیں"

☆......امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۶۸۷، ۶۸۸ جلد پنجم میں لکھتے ہیں:۔"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کی زبان اقدس پر فرمایا میرا بندہ میری طرف کسی چیز کے ذریعہ وہ نزدیکی حاصل نہیں کرتا جو ادائے فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور نوافل کے ذریعہ وہ ہمیشہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان اور آنکھ اور زبان اور دل اور ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان بندگان مقربین بارگاہ ایزدی کی آنکھوں، کانوں بلکہ تمام اعضا میں غیر اللہ کے لئے کوئی حصہ باقی نہ رہا اس لئے اگر یہاں اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے کوئی حصہ باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ فرماتا کہ میں اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہوں اور اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے درخیبر جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضرت علی کی نظر عالم اجساد سے منقطع ہو چکی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی کو عالم کبریا کے نور سے چمکا دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہو کر ارواح ملکیہ کے جواہر سے مشابہ ہو گئی تھی اور اس میں عالم

قدس وعظمت کے انوار چمکنے لگے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں وہ قدرت حاصل ہوگئی جو ان کے غیر کو حاصل نہ تھی اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کُنْتُ لَہٗ سَمْعاً وَّبَصَراً فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہوجاتا ہے تو وہ دور ونزدیک آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہوگیا تو وہ دور ونزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہوگیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور ونزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے''

☆...... تفسیر روح المعانی پارہ ۲۱ صفحہ ۱۰۲ میں ہے عارفین نے ذکر کیا ہے کہ قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ اللہ سے سنتے ہیں اور وہ سمع انسانی کے ساتھ نہیں بلکہ سمع ربانی کے ساتھ سنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی کنت سمعہ الذی یسمع بہ میں وارد ہے۔

☆...... الیواقیت و الجواہر صفحہ ۱۲۵ جلد اول میں ہے:۔ ''اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اس کی سمع وبصر ہوجاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع وبصر کا مظہر بن جاتا ہے اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے ان میں اپنی وہ کل صفات جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے جمع کردیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے''

سوال ۹:۔ زبانی دعویٰ قبول نہیں حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

**جواب :-**

## حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی پہلی قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اے محبوب مگر رحمت عالمین (ماسوائے اللہ) کے لئے۔

☆......روح المعانی پارہ ۱۷ صفحہ ۱۹۶ اسی آیت کے تحت ہے (ترجمہ) عالمین (ماسواللہ) کے لئے حضور علیہ السلام کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ السلام کل ممکنات پر ان کی قابلیت واستعداد کے موافق فیض الٰہی کا واسطہ عظمی ہیں۔ اس لئے کہ حضور کا نور پہلی مخلوق ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جابر سب اشیاء سے پہلے خدا تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔

☆......تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۲ جلد دوم "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محبوب مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے" اے صاحب فہم وخرد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضور کا نور مبارک ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہذا عدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور وظہور انہی کے نور سے ہے لہذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجود خلق کا موجب ہے اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اس لئے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں لہذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اسی آیت رحمت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ قضاء قدرت میں تمام مخلوقات صورت مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روح حقیقی کے پڑی ہوئی حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی جب حضور عالم میں تشریف لائے تو تمام عالم وجودِ محمدی سے زندہ گیا اس لئے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

یہی مضمون تفسیر روح البیان پارہ ۱۷ جلد پنجم میں بھی درج ہے۔

ثابت ہوا کہ تمام افراد ممکنات کے ساتھ حضور علیہ السلام کا رابطہ اور تعلق ہے جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں جب سب کا رابطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دور نہیں نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جز و اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روح کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرہ میں روحانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے معرّیٰ ہو کر نہیں ہو سکتی کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے لہذا آیت قرآنی سے ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔

رحمت بمعنی رَاحِمًا للعلمین :۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۹۵ پارہ ۱۷ اسی آیت کے تحت ہے کہ حضور رَاحِمًا للعلمین ہیں حضور راحم اور اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ حضور کی

رحمت کامحتاج ہے۔ راحمارحم فرمانے والے کے لئے زندہ، بااختیار، قریب ہونالازمی ہے اس آیت سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شئے کے قریب اور حاضروناظر ہیں۔ (از افاضات غزالی زماں کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں میں نے مشاہدہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدسہ پوری کائنات میں موجیں مار رہی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ (ملخصاً)

☆...... جواھر البحار صفحہ ۵۹ جلد سوم آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضروناظر ہونے کی دلیل ہے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضروناظر ہونے کی دوسری قرآنی دلیل

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شاہد ہونا قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا، يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا، وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ شاہد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں (تمام تفاسیر معتبرہ)۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ شاہد کے معانی حاضروناظر، مشاہدہ فرمانے والا، گواہ کیونکہ روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہوئی عینی گواہی پر فیصلہ ہوگا جس پر کفار بھی خاموش ہو جائیں گے اور وہاں مان جائیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی عینی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین کے عینی گواہ ہیں شاہد کا ایک معنی محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے اور محبوب ہمیشہ محبّ کے ذہن میں حاضر ہوتا ہے۔

**سوال:۔** شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر تمہارے احمد رضا خاں بریلوی کی ایجاد ہے۔

(سرفراز گکھڑوی)

**جواب:۔** یہ مولانا احمد رضا خاں کی ایجاد نہیں کھولو مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے حضور علیہ السلام بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر و ناظر ہیں۔

دیکھو زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۴ جلد سوم (الشاہد) العالم او المطلع الحاضر من الشہود الحضور كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا مواہب لدنیہ مترجم صفحہ ۱۸۸ جلد دوم امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں اور آپ کا اسم شریف شاہد ہے اس کا معنیٰ عالم ہے یا اس کا معنیٰ مطلع حاضر ہے۔

☆...... جواہر البحار صفحہ ۲۵۷ جلد سوم حضور علی الدوام شاہد بمعنیٰ حاضر و ناظر ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں ایسا ہی صفحہ ۳۶۰ جلد سوم میں بھی ہے۔

☆...... جواہر البحار صفحہ ۲۶۳ جلد سوم حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر شئے کے بصیر معائنہ فرمانے والے ہیں۔

**سوال:۔** اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر کیسے ثابت ہوئے؟

**جواب:۔** کچھ حوالے گذر چکے مزید حوالے ملاحظہ ہوں۔

☆...... تفسیر ابو السعود صفحہ ۷۰۹ جلد ششم:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے آپ ان

کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان تمام چیزوں پر آپ ان کے گواہ بنتے ہیں جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے۔

☆......بیضاوی شریف صفحہ ۱۹۷ جلد دوم:۔ شاھد ان چیزوں کے جن کی طرف آپ مبعوث فرمائے گئے۔

☆...... تفسیر مدارک صفحہ ۲۳۵ جلد دوم:۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ آپ جن کی طرف مبعوث فرمائے گئے ان کے مشاہدہ فرمانے والے حاضر و ناظر ہیں۔

☆......تفسیر جلالین صفحہ ۲۵۳:۔ آپ حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔ **شاهداً علی من ارسلت الیهم**

☆......تفسیر جمل صفحہ ۴۴۲ جلد چہارم:۔ **شاهدا علی من ارسلت الیهم**

☆......روح المعانی صفحہ ۴۲ پارہ ۲۲ انا ارسلنک شاهداً علی من بعثت الیهم اور اس قسم کی عبارت تفسیر کبیر جز ۲۵ جلد ۹ صفحہ ۷۳ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور پر بھی موجود ہے۔

☆......زرقانی علی المواهب صفحہ ۱۳۴ جلد سوم:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اس کے ہیں جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ان تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں صحیح مسلم صفحہ ۱۹۹ جلد اول میں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ان عبارات کو حدیث مذکورہ سے ملانے سے ثابت ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدائی تمام مخلوق کے علی الدوام حاضر و ناظر ہیں اس لئے شیخ محقق حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ میں اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

''امت میں کثیر اختلافات کے باوجود حضور علیہ السلام کے زندہ اور حاضر و ناظر کے مسئلہ پر امت میں کوئی اختلاف نہیں۔ معلوم ہوا مولویوں نے آج کل یہ مسئلہ اختلافی بنادیا ورنہ شیخ محقق کے دور تک یہ مسئلہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اجماعی واتفاقی تھا۔ امام فخر الدین رازی نے کلمہ من عقلا وغیر عقلا کے لئے عام رکھا ہے اسی طرح مَنْ ارسلت الیھم میں کلمہ مَن عقلا وغیر عقلا سب کو شامل ہے اور ارسلت الی الخلق کافۃ میں جتنے افراد ہیں من ارسلت ان سب کو حاوی ہے لہٰذا ثابت ہوگیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس پر آپ حاضر و ناظر بھی ضرور ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کل مخلوق کی طرف ہے لہٰذا آپ حاضر و ناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔ (از افادات غزالی زماں)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی تیسری قرآنی دلیل

سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِيْرًا فرمایا سراج کا ایک معنی چراغ ہے جیسا ماحول ہوگا چراغ بھی ویسا ہی ہوگا کوئی کسی چھوٹے کمرے کا چراغ ہوگا کوئی بڑے حال کا چراغ ہوگا کوئی پورے گھر کا چراغ ہوگا کوئی پورے شہر کا چراغ ہوگا اور کوئی پورے ملک کا چراغ ہوگا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عالمین کے چراغ ہیں لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا میرے آقا سراج منیر ہیں تو سمجھ لو میرے آقا فرش پر ہوں تو ان کی روشنی عرش پر جاتی ہے اگر وہ مدینے کا چراغ عرش پر

ہے تو اس کی روشنی فرش تک جاری ہے اگر وہ چراغ مکان میں ہے تو اس کی روشنی لامکاں تک جاری ہے اور اگر وہ لامکاں میں ہے تو ہر مکان تک اس کی روشنی جاری ہے تو جہاں اس کی روشنی ہے وہاں وہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود و حاضر و ناظر ہیں اور جب موجود ہیں تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے بغیر کائنات زندہ رہ سکے۔

سِرَاجًا مُّنِيْرًا کا دوسرا معنی چمکتا دمکتا آفتاب ہے۔ (کنز الایمان)

دنیا کا سورج ایک وقت میں آدھی دنیا کو روشن کرتا ہے مگر اس آفتاب نبوت سے عالمین علی الدوام (ہمیشہ) منور ہیں اور منور رہیں گے مدینہ میں رہ کر پوری کائنات کو روشن کر رہا ہے۔

مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف آفتاب نبوت صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے "بعض طبقات آفتاب نبوت کی تعلیم و تربیت سے ہر جہتی حیثیت سے منور ہو کر نور مجسم اور مظہر آفتاب بن گئے جیسے صحابہ کرام، بعض نے ظاہر و باطن دونوں کو یکسائی کے ساتھ منور کیا اور مظہر نور آفتاب بن گئے جیسے آئمہ اور راسخین فی العلم، بعض کے باطن نے زیادہ اثر لیا مگر ظاہر زیادہ نہ چمک سکا اور وہ مظہر ضیاء آفتاب بن گئے جیسے ارباب علم و معرفت، بعض کے باطن نے کم اثر لیا مگر ظاہر زیادہ روشن ہو کر نمایاں ہوا اور آفتاب کی ظاہری چمک دمک کا مظہر بن گئے جیسے عوام مؤمنین اور بعض نے باطن کو یکسر بند کر کے محض ظاہر کو صورت چمک سے آراستہ دکھلانے کی کوشش کی اور وہ منافقین ہیں، بعض ظاہر و باطن دونوں کے لحاظ سے محروم اور تاریک رہے اور انہیں مظہریت کی کوئی نسبت بھی حاصل نہ ہوئی جیسے کفار و مشرکین"۔ صفحہ ۲۰۴ پر لکھا "ہم اور تم مؤمن کہلاتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ اس آفتاب نبوت کی (آفتاب ایمان) دھوپ ہم پر پڑی ہوئی ہے تو ہم اور تم مؤمن کہلانے لگے" (معلوم ہوا ایمان بغیر حضور

ﷺ کو حاضر وناظر ماننے نہیں ملتا) کوئی اپنے عالم کی بات نہ مانے تو میں کیا کروں صفحہ ۲۳۹ پر لکھا ''غرض بشری ازل سے بشری ابد تک اوّلیت کے ساتھ اور خاتمیت کے ساتھ یہی نور چمکتا رہا اور چمکتا رہے گا نہ اس کے لئے انتہا ہے نہ اختتام اور اسی کے فیضان سے کائنات چمکتی رہی اور مختلف روپوں میں چمکتی رہے گی'' صفحہ ۱۳۷ پر مہتمم دیوبند یہ بات (پس یہ آفتاب نبوت گویا اولین وآخرین کی نگاہوں کے سامنے ہر وقت موجود اور جانا پہچانا) لکھ کر ایک سطر بعد دورنگی اور منافقانہ علت کا شکار ہو گئے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی چوتھی قرآنی دلیل

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اس آیت میں تین خاص باتیں ہیں۔

ا۔ گنہگار حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کریں۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے لئے شفاعت فرمائیں۔

۳۔ اس کے بعد اللہ کو تواب اور رحیم پاؤ گے۔

یہ حکم ابدی دائمی ہے۔

ملاحظہ ہوں۔ کتب دیوبند آب حیات مصنفہ بانی دیوبند، تسکین الصدور صفحہ ۳۵۴ مصنفہ سرفراز گکھڑوی، رحمت کائنات صفحہ ۲۹۰ از زاہد الحسینی دیوبندی، تفسیر معارف القرآن صفحہ ۴۵۹ جلد دوم طبع کراچی از مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

دیوبندی کتب کے حوالہ جات سے بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم آج بھی اسی طرح ہے تو پھر ایک مؤمن کس طرح حاضر ہو؟ قرآن نے یہ عقدہ

اس طرح حل فرمایا نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب (اولیٰ) ہے خدا نے نبی ﷺ کو تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب کر دیا فرمایا اے مومنو یہ فکر نہ کرو کہ ہم کیسے حاضر ہوں گے تمہیں تو تردد تب ہو کہ میرا محبوب ﷺ تم سے دور ہو اے مومن اپنے آپ کو حضور ﷺ سے بعید تصور نہ کر بلکہ یہ سمجھ کہ وہ میرے قریب اور ہمیشہ حاضر و ناظر ہیں اور میں ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں جہاں سے بھی استغفار کر لیا وہیں حضور ﷺ نے خدا داد طاقت سے سن لیا اور شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کو تَوَّابًا رَّحِيمًا پالیا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی پانچویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اس آیت کے مفسرین نے متعدد معانی لکھے ہیں۔

۱۔ خاص نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی ان کو زیادہ محبوب اور زیادہ پیارا ہے۔

۲۔ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

**سوال:** کیا علمائے دیوبند نے بھی تیسرے معانی کسی کتاب میں لکھے ہیں۔

**جواب:** جی ہاں! ضرور لکھے ہیں۔

۱۔ بانی دارالعلوم دیوبند کی تحذیر الناس صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے نبی مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں اَوْلٰی بمعنی اقرب (زیادہ قریب) ہے۔

ii۔ بانی دار العلوم دیوبند قاسم نانوتوی آب حیات صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے یہ معنی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ نزدیک ہے مؤمنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے یعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے نزدیک ہے اصل معنی اَوْلٰی کے اقرب (زیادہ قریب) ہیں۔

iii۔ آب حیات صفحہ ۸۴ میں لکھا۔ اَوْلٰی کے صلہ میں اس آیت میں لفظ مِنْ اَنْفُسِہِمْ واقع ہے اور مِنْ اَنْفُسِہِمْ کی ضمیر مؤمنین کی طرف راجع ہے تو اب یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں چند سطور بعد لکھا۔

iv۔ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کی ضمیر مؤمنین کی طرف راجع ہے تو یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں مگر اس قدر قرب کہ قریب کو اپنے مضاف الیہ کے ساتھ اس کی ذات سے بھی زیادہ قرب ہو۔

v۔ آب حیات صفحہ ۱۲۷، از نانوتوی۔ بالجملہ آیت کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کی کل تین تفسیریں ہیں ایک اَقْرَبُ الی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب) دوسری احب الی المومنین من انفسھم (مؤمنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ پیارے) تیسری اَوْلٰی بالتصرف فی المومنین من انفسھم ان تینوں تفسیروں کو غور سے دیکھئے تو دو اخیر کی تفسیریں ایک اول (نبی ﷺ مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں) ہی کی تفسیر کی طرف راجع ہیں۔

۱۶۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہم خود اپنے سے اتنے قریب نہیں جتنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اتنے قریب نکلے کہ ہم خود بھی اپنے سے اتنے قریب نہیں ۔۔۔۔ پس مومن اپنے وجود میں خود اپنے سے اتنا نزدیک نہیں کہ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ہیں۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن حکیم نے اشارہ فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اب جو فتوی بھی لگاتا ہو اپنے اکابرین پر لگاؤ۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی چھٹی قرآنی دلیل

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی ایک شان وَیُزَکِّیْهِمْ (یعنی مومنوں کو پاک فرمانے والے) بیان فرمائی جب پاک کرنے والے رسول ﷺ ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پاک ہونے والے سے پاک کرنے والا دور ہو پلید کپڑا جب پاک ہوگا جب پانی کے قریب ہو جب تک حضور ﷺ مومن کے دل میں جلوہ گر نہ ہو جائیں مومن پاک ہو ہی نہیں سکتا پاک کرنا تو آپ کا منصب ہے پاک کرنے کے لئے تو آپ تشریف لائے ہیں جو اپنے آپ کو حضور ﷺ سے دور سمجھے وہ پاکی سے محروم رہے گا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل

ارشاد حق ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ یقین سے جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سب میں (تمہاری جانوں سے زیادہ (قریب) موجود ہیں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی آٹھویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ

جَاءَکُمْ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم سب کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لائے ہیں مسلمان عالم میں ہر جگہ ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ دوم یہ فرمایا گیا مِنْ اَنْفُسِکُمْ تمہاری جانوں میں سے یعنی ان کا آنا تم میں ایسا ہے جیسے جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی رگ رگ اور رونگٹے رونگٹے میں موجود اور ہر ایک سے خبردار رہتی ہے ایسے ہی حضور علیہ السلام ہر مؤمن کے ہر فعل سے باخبر ہیں۔ تیسرے یہ فرمایا گیا کہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہماری راحت و تکلیف کی ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے تب ہی تو ہماری تکلیف سے قلب اقدس کو تکلیف ہوتی ہے اگر ہماری خبر نہ ہو تو تکلیف کیسی۔

## نویں قرآنی دلیل

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور رحمت جہانوں کو محیط لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہانوں کو محیط۔

## دسویں قرآنی دلیل

مسخ کا عذاب کیوں نہیں آتا ہے وجہ یہ بیان فرمائی وَ اَنْتَ فِیْهِمْ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں موجود اور حاضر ہیں۔

## گیارھویں قرآنی دلیل

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا دوسری جگہ فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ان دو آیات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید فرمایا جس کے معنی عینی گواہ

اور حاضر کے ہیں۔ ¹ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی پارہ دوم زیر آیت
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

## نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنے کا راز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اللہ تعالی کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے نماز مومن کی معراج یعنی اللہ تعالی کے دربار کی حاضری ہے تو نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربار الہی میں حاضر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں موجود سمجھ کر خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کر۔

☆...... المیزان الکبری صفحہ ۱۴۵ جلد اول طبع مصر میں ہے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالی کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

☆...... فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۵۰ جلد دوم طبع مصر نمازیوں نے حبیب کے حرم میں حبیب کو موجود پایا یعنی دربار خداوندی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں

---

¹: مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:۔ شہادت، گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(الصبح النوری صفحہ ۲۸۶ جلد دوم طبع ملتان) ابوالجلیل فیضی غفرلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی السلام علیک ایھا النبی کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایسا ہی عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد ششم، مواہب اللدنیہ صفحہ ۲۳۰ جلد دوم، زرقانی علی المواہب صفحہ ۳۳۰ جلد ہفتم، زرقانی شرح مؤطا امام مالک صفحہ ۱۷۰ جلد اول سعایہ صفحہ ۲۲۷ جلد دوم، فتح الملہم شرح مسلم (شبیر احمد عثمانی دیو بندی) صفحہ ۱۴۳ جلد دوم، اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول (مولوی محمد زکریا سہارن پوری دیو بندی) سب علماء بیک زبان کہہ رہے ہیں حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت حاضر ہیں جہاں بھی نماز پڑھو وہاں خدا موجود اور اللہ کی عطا کردہ صفت سے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر اور موجود ہیں۔

☆......السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ صفحہ ۲۲۸ جلد دوم از مولوی عبدالحیٔ لکھنوی (المتوفی: ۱۳۰۴ھ) میں ہے:۔ میرے والد (علامہ عبدالحلیم لکھنوی) نے اپنے رسالہ نور الایمان بزیارت حبیب الرحمٰن میں فرمایا التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وجود میں جاری وساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر و موجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے لہذا محل خطاب حاصل ہو گیا اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الٰہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا حتی کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی

۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ صفحہ ۴۰۱ جلد اول میں لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مؤمنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال وواقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات اور افراد کے ممکنات میں جاری وساری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔ بعینہ یہی بات تیسیر القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۲۸۱ اور ۲۷۲،۲۷۳ جلد اول میں موجود ہے اور مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۲۴ مصنفہ صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد میں ہے۔ اخلاق جلالی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ کا خلاصہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوق ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عقل اول اور قلم اعلی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوہر بسیط نورانی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے حقائق لطیفہ کے جامع ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ (غیب الغیب) کے عالم ہیں اور تمام موجودات ومخلوقات ان کے جمیع احوال کو بتمام وکمال جانتے ہیں ماضی حال مستقبل میں کوئی شئے کسی حال میں حضور سے مخفی نہیں تمام موجودات خارجیہ کا ظہور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے حتی کہ ترتیب ظہور بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

مستور ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن و قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ (افادات از غزالی زماں)

**سوال ۹:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے حاضر کا صیغہ چھوڑ دیا۔

**جواب ۹:** مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۵۵۸ جلد اول میں ہے اس کا مطلب یہ ہے جس طرح ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں پڑھتے تھے پردہ فرمانے کے بعد بھی اسی طرح یعنی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے رہے۔ عرف شذی میں شرح منہاج سے امام سبکی کا قول نقل کیا ہے جمہور صحابہ کرام حیات و بعد وصال دونوں حالتوں میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے تھے۔ [۱]

---

[۱] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قرآن مجید کی طرح اس تشہد کی تعلیم دی جو آج تک پڑھا جا رہا ہے یعنی السلام علیک ایھا النبی ملاحظہ ہو۔ مسلم صفحہ ۱۷۴ جلد اول طبع کراچی اور یہ بھی کہیں منقول نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرے وصال کے بعد اس کو بدل لینا۔ ھاتو ا برھانکم ان کنتم صادقین جب حیات مبارکہ میں السلام علیک ایھا النبی پڑھا جاتا تھا تو کیا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے تھے یا کچھ سفر و حضر میں جنگ و صلح میں، مکہ شریف میں، طائف شریف میں، خیبر وغیرہ کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے یا نہیں؟ یقیناً تھے اور نماز میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے تھے تو منکرین حاضر و ناظر رسول ﷺ سے سوال ہے کہ اس وقت حاضر و ناظر تھے یا نہیں؟ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

**سوال:۔** یہ سلام واقعہ معراج کی حکایت ہے۔

**جواب:۔** ☆...... انور شاہ کشمیری محدث دیو بند عرف شذی صفحہ ۱۳۹ میں حکایت معراج والی روایت کو بے سند لکھتے ہیں تمہیں پیش کرنے کا حق نہیں۔

☆...... جہاں علی سبیل الحکایت ہونا وارد ہے وہاں مجرد حکایت مراد نہیں بلکہ حکایت علی طریق الانشاء مراد ہے۔

☆...... در مختار صفحہ ۴۷۶ جلد اول میں ہے نمازی الفاظ تشہد سے ان کا معنی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہیں اور یہ قصد علی وجہ الانشاء ہو گویا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تحفے پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی ﷺ پر اور خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے اخبار اور حکایت سلام کی نیت ہر گز نہ کرے اس کو مجتبیٰ میں ذکر کیا اور اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ علینا کی ضمیر تمام حاضرین کے لئے ہے سلام تشہد بہ نیت انشاء کہا جائے اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت کا ارادہ قطعاً نہ ہو۔

☆...... رد المحتار صفحہ ۴۷۶ جلد اول میں اسی کے تحت ہے نمازی تشہد میں واقعہ معراج کی نقل و حکایت کا ارادہ نہ کرے۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔ بر تقدیر تسلیم حاضر و ناظر تھے تو تم بقول خود مشرک ہو اس لئے کہ تمہارے مذہب میں حضور اکرم ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا شرک ہے۔ شرک تو ہر صورت میں شرک ہوتا ہے۔ چاہے وہ حیات مبارکہ میں ہو یا بعد از وصال اور بر تقدیر ثانی یعنی حاضر و ناظر نہیں تھے تو پھر السلام علیک کو السلام علی النبی پڑھنا بے فائدہ ہوگا ماننا پڑے گا حضور سرور کائنات ﷺ جس طرح حیات طیبہ میں حاضر و ناظر تھے اسی طرح آج بھی حاضر و ناظر (روحانی اور نورانی طور پر) ہیں۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

☆...... عالمگیری صفحہ ۴۷ جلد اول میں ہے نمازی کے لئے الفاظ تشہد کے معانی موضوعہ کا اپنی طرف سے بطور انشاء مراد لینا اور ان کا قصد کرنا ضروری ہے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو تحفے پیش کر رہا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و اولیاء صالحین پر سلام عرض کر رہا ہے۔

الدر المنتقی فی شرح الملتقی صفحہ ۱۰ جلد اول میں ہے الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرنا ضروری ہے۔

☆...... مراقی الفلاح صفحہ ۱۵۵ میں قصد انشاء کو ضروری قرار دے کر آخر میں لکھا نمازی کی یہ نیت انشاء سلام اس قول کے خلاف ضروری ہونی چاہیے جو بعض لوگوں (منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہہ دیا ہے کہ حکایۃً سلام کہے۔

دیوبندیوں کی کتاب اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول میں ہے یہ ضروری ہے کہ اس وقت نمازی ان الفاظ سے انشاء سلام کا قصد کرے مجرد حکایت کا ارادہ ہرگز نہ ہو۔

علامہ شامی نے فرمایا کہ نمازی الفاظ تشہد سے ان کے مرادی معنی کا انشاء کے طریقے پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و صالحین پر سلام عرض کر رہا ہے اور اس واقعہ کی نقل و حکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج میں واقع ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہ میں مشائخ کے تین قول ہیں مجرد اتباع، حبیب کا حریم حبیب میں حاضر ہونا انشاء کے طریق پر واقعہ معراج کی حکایت کرنا۔

(افادات از علامہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ ضروری:۔ جہاں کہیں نمازی نے نماز کی نیت باندھی فوراً دربار الٰہی میں حاضر ہو گیا اور جب وہ حریم ذات میں پہنچا تو حبیب کی حریم میں حبیب کو حاضر پایا یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور علیہ السلام حاضر ملے تو صاف ظاہر ہو گیا حضور کسی سے دور نہیں۔

**سوال:۔** پھر نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر کیوں نہیں آتے۔(عام دیوبندی)

**جواب:۔** یہ ہماری نظر کا قصور جن اھل بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور عطا فرمایا ہے وہ دیکھتے ہیں ہمیں لازم ہے کہ اگر خود دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو دیکھنے والے کی بات مان لیں۔

الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۳۱۲ جلد دوم طبع ملتان میں شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد درج ہے کہ اگر پلک جھپکنے کی دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو جائیں میں اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ [1]

مجموعہ فوائد عثمانی بنظر ثانی حسین علی بھچروی دیوبندی میں ہے:۔

کہ پیر سواگ کے پیر خواجہ محمد عثمان در و دیوار حجر و شجر بلکہ ساری کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

خواجہ فرید فرماتے ہیں کہ:۔ محبوب ہر دم فرید دے کول ہے۔

---

[1] الطبقات الکبریٰ للشعرانی صفحہ ۱۴ جلد دوم، جامع الکرامات الاولیاء للنبہانی صفحہ ۵۲۰ جلد اول، سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۴۶۸ جلد دوم، تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۳، ۳۴ ج: ۲۲۔ ابوالجلیل فیضی غفرلہ

وسلم نے ظاہر میں نہ دنیا کی سیاحت فرمائی اور کفار یہ بھی مانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم عاد کے اجڑے ہوئے ملکوں کو نہیں دیکھا اس لئے ماننا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے نور سے زمانہ ماضی کو دیکھتے ہیں۔

**جواب:۔** اَلَمْ یَرَوْا میں رویت علمی مراد ہے اور اَلَمْ تَرَ جو حضور کے لئے آیا ہے اس میں رویت علمی کے ساتھ رویت بصری بھی مراد ہے۔

**سوال:۔** اگر ایسا ہے تو قرآن میں یہ کیوں ہے وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ، وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ آپ غربی جانب نہ تھے آپ طور کی جانب نہیں تھے آپ شاہدین میں سے نہ تھے۔

**جواب:۔** یہ نفی جسمانی طور پر موجود اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت ذات اور نورانیت وروحانیت کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے ہیں حوالہ ملاحظہ ہو تفسیر صاوی صفحہ ۲۱۹ جلد سوم طبع مصر میں انہی آیات کی تشریح کرتے ہوئے شارح جلالین امام احمد صاوی (المتوفی ۱۲۲۳ھ) لکھتے ہیں۔ھذا بالنظر للعالم الجسمانی لاقامة الحجة علی الخصم واما بالنظر للعالم الروحانی فھو حاضر رسالة کل رسول وما وقع له من لدن آدم الی ان ظھر بجسمه الشریف یعنی یہ فرمانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی جگہ موجود نہ تھے جسمانی لحاظ سے ہے عالم روحانی کی حیثیت سے حضور علیہ السلام ہر رسول کی رسالت اور آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی ظہور تک کے تمام واقعات پر حاضر اور موجود ہیں۔

**سوال ؛** اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود ہیں تو کیا تم صحابی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو؟ (سرفراز گکھڑوی)

**جواب ؛** کاش! جاہل معترض نے صحابی کا معنی سمجھا ہوتا۔ اعلان نبوت کے بعد سے تاوصال ۲۳ سال کے عرصہ میں بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول دیکھنا اور ملاقات کرنا اور خاتمہ بالایمان ہونا صحابی ہونے کی لازمی شرط ہے جس نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اور بعض بزرگوں نے بحالت بیداری سرکار کا دیدار کیا اور واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا مگر چونکہ یہ ملاقات ۲۳ سالہ دور کے بعد ہے اس لئے وہ صحابی نہیں۔ مخالف کہتے ہیں اسماعیل دہلوی کے ناخواندہ پیر نے بحالت بیداری دلی کی جامع مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر وہ صحابی نہیں بن گیا تو ہم کیسے صحابی ہو گئے؟

**سوال ؛** حضور علیہ السلام کو بحالت بیداری دیکھنے کا بھی کوئی ثبوت ہے؟

**جواب ؛** حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس لئے حضور علیہ السلام کو خدا نے یہ اختیار دیا ہے جس کو چاہیں جہاں چاہیں دیدار سے مشرف فرمائیں۔

صحیح بخاری کتاب التعبیر صفحہ ۱۰۳۵ جلد دوم مطبوعہ اصح المطابع میں ہے عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی یہ حدیث صحیح

مسلم کتاب الرؤیا صفحہ ۲۴۲ جلد دوم اور ابو داؤد صفحہ ۳۲۱ جلد دوم باب الرؤیا میں بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔

☆...... مولوی وحید الزمان غیر مقلد ابو داؤد مترجم مطبوعہ سعیدی صفحہ ۶۰۱ جلد سوم میں اسی حدیث کے تحت لکھتا ہے یہ حدیث اپنے معنی ظاہر پر محمول ہے جو آپ کو سوتے میں دیکھے گا وہ جاگتے میں بھی دیکھے گا ظاہر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے ابن ابی جمرہ نے ابن عباس سے نقل کیا انہوں نے خواب میں آپ کو دیکھا پھر جاگ پر سوچ میں رہے کہ اب جاگتے میں کس طرح دیکھوں گا تو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس انہوں نے وہ آئینہ نکال کر دیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کرتے تھے ابن عباس نے جو اس میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دی اور اپنی صورت نہ دکھائی دی اور ایک جماعت صالحین سے منقول ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا پھر عالم بیداری میں دیکھا اور آپ سے مسائل دریافت کیے۔ یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جس کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے اس حدیث پر

☆...... حاشیہ شیخ محمد الشنوانی علی المختصر ابن ابی جمرہ طبع مصر صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ (ترجمہ) سادات صوفیا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا دار دنیا میں بحالت بیداری حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہے اس وقت حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں

دیکھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا تو وہ حضور علیہ السلام کو بیداری میں ضرور دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کرام کے لئے واقع ہوا ان میں سے شیخ ابوالعباس مرسی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور علیہ السلام سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ یحییٰ اور ہمارے شیخ برادی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک جاگتے ہوئے کھلم کھلا دیکھا کرتے تھے۔

☆......تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ میں ہے یہ حدیث من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے گا۔ ۔۔۔۔الفاظ حدیث عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ متعصب ہے ۔۔۔۔سلف سے خلف تک جو لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے تھے انہوں نے بیداری میں دیکھا اور حضور علیہ السلام سے ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء میں تردد سے کشادگی کی خبر دی اور ان کے لئے ایسے وجوہ کی تصریح فرمادی جن سے وہ متردد امور بالکل کشادہ ہو جائیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بلا کم وکاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔

☆......روح المعانی پارہ۲۲ صفحہ۳۳:۔(ترجمہ) بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دیکھنا آپ کی وفات کے بعد اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لینا امت محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہوا ہے جیسا کہ شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاء میں فرمایا ہے اس کے بعد مفصل واقعہ نقل فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بیداری میں غوث پاک کے منہ میں لعاب دہن ڈالا شیخ خلیفہ بن موسی رحمۃ اللہ علیہ سوتے جاگتے حضور علیہ السلام کو بکثرت دیکھنے والے تھے۔

☆......روح المعانی پارہ۲۲ صفحہ۳۳،۳۴ بحوالہ لطائف المنن میں ہے کسی شخص نے حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا یا سیدی آپ اس ہتھیلی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ فرمائیں اس لئے آپ بڑے شہروں میں گھومے ہیں اور بڑے مردان خدا سے آپ نے ملاقات کی ہے حضرت نے فرمایا خدا کی قسم میں نے اس ہتھیلی سے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا حضرت امام تاج الدین نے فرمایا کہ حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر پلک جھپکنے کی مقدار رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مجھ سے حجاب میں ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہ کروں اور اس جیسی نقول کتب قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

☆......روح المعانی بحوالہ تنویر الحلک ہے(ترجمہ) ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اطراف زمین اور ملکوت اعلی میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اپنی اسی ہیئت مبارکہ کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری نظروں سے غائب کر دیے گئے ہیں جس طرح ملائکہ غائب کر دیے گئے ہیں حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو دور کر دیتا ہے اور وہ مقرب بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ہیئت پر دیکھ لیتا ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہیں اس روایت سے کوئی چیز مانع نہیں اور رؤیت مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی امر داعی نہیں۔

☆...... زرقانی صفحہ ۸ جلد اول (ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جسم اقدس اور روح اقدس کے ساتھ دیکھنا محال نہیں۔

☆...... روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵ طبع مصر میں ہے (ترجمہ) اور جو چیز دیکھنے میں آتی ہے یا وہ روح مبارک ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تجرد اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ کامل ہے بایں طور کہ وہ روح مبارک ظاہری صورت میں اس رؤیت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جسد مبارک کے ساتھ باقی ہے جو مزار شریف میں زندہ ہے۔ یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت دحیہ کلبی وغیرہ کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہیٰ سے جدا نہ ہوتے تھے (جبرائیل علیہ السلام بیک وقت سدرۃ المنتہیٰ پر بھی اور زمین پر بھی) یا مثالی جسم نظر آتا

ہے جس کے ساتھ روح مجردہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شئے مانع نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی جسم لاتعداد و لا تحصی ہو جائیں اور روح مقدس کا تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر رہے اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء و اعضاء سے تعلق رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے ادراکات و احساسات میں ان آلات کی قطعاً محتاج نہیں ہوتی جن کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اس کے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو شیخ صفی الدین بن منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابو العباس طبخی سے نقل کیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابو العباس طبخی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے نور) سے بھرا ہوا دیکھا نیز اس بیان سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں پھر یہ کہ اس بیان کے ہوتے ہوئے اس مضمون کی بھی حاجت نہیں رہتی جس کی طرف بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

## علماء دیوبند کا اعتراف حقیقت

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۲۰۴ جلد اول میں انور شاہ کشمیری

محدث دیوبند نے لکھا، میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کو ۲۲ مرتبہ دیکھا ہے[1] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے بارے سوال کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کر لیا۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۳۰۵ جلد اول میں روح المعانی کے حوالہ سے لکھا حضور علیہ السلام باوجود مزار مقدس میں رونق افروز ہونے کے بیک وقت متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔

**سوال:۔** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کے لئے شاہد وشہید کے لفظ آئے ہیں کیا وہ بھی ہر جگہ حاضر وناظر ہیں؟

**جواب:۔** حضور علیہ السلام کا حاضر وناظر ہونا علی من ارسلت الیھم کی وجہ سے

---

[1] علامہ عبدالوہاب شعرانی (المتوفی ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کے خط کا ایک ورقہ آپ کیا صحاب میں سے ایک صاحب کے پاس دیکھا جو کہ آپ نے اس آدمی کے سوال کے جواب میں لکھا تھا۔ اس میں امام سیوطی نے خود ذکر کیا کہ میں ۷۵ بار عالم بیداری میں بالمشافہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہوں۔ (ملخصاً) میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ ۴۴ جلد اول، لواقح الانوار القدسیہ صفحہ ۷ طبع بیروت یہ کشمیری جی کا وہم یا قوت حافظہ کا زور ہے ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا یہ تو امام سیوطی نے بوقت ضرورت اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا علیم وخبیر ذات جانے اس اظہار کے بعد کتنی بار کرم ہوا۔ ابوالجلیل فیضی غفرلہ

عام ہے اگر اسی قسم کے دلائل حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کے لئے ثابت کردیں تو میں مان جاؤں گا کہ شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور دیگر آیات جن میں لفظ شاہد وشہید وارد ہے ان سب کے وہی معنی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وارد شدہ شاہد وشہید کے مرادی معنی ہیں جب تک غیر نبی کے حق میں معترض اسی قسم کے دلائل قائم نہ کرے اس وقت تک اس کا معارضہ قائم نہیں ہوسکتا۔

**جواب:۔** حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اتباع میں کاملین میں علی سبیل التبعیہ اس کمال کا پایا جانا کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہوگی جو ہمارے دعوی کی مزید مؤید قرار پائے گی جب کاملین کا یہ کمال کمال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بلکہ عین کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار پایا تو ہمارا دعویٰ اور بھی مستحکم ہوگیا کہ حضور علیہ السلام ساری خلقت پر حاضر وناظر ہیں۔

**اعتراض:۔** شاهداً على من ارسلت اليهم اپنی اصل پر نہیں بلکہ عام مخصوص منه البعض ہے۔ (عام دیوبندی)

**جواب:۔** کسی لفظ کے اصل پر ہونے کا دعویٰ محتاج دلیل نہیں ہوتا البتہ عدول عن الاصل کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کی دلیل معترض کے ذمہ ہے نہ کہ ہمارے ذمہ جب خصوص کا کوئی قرینہ نہیں تو اصل عموم ہی پر برقرار رہا یہاں مَنْ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کے لئے جیسے وَلَهُ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں مَنْ سب کو شامل ہے لہذا ثابت ہوگیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہیں اس پر آپ شاہد بھی ضرور ہیں اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کل مخلوق کی طرف ہے لہٰذا آپ حاضر و ناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔

اعتراض:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر اجساد مثالیہ سے آپ کی بے مثلی نہ رہے گی۔

**جواب:۔** اس طرح تو قرآن کا بے مثلی کا دعویٰ بھی (معاذ اللہ) باطل ہو جائے گا۔ قرآن مجید کے نسخے کتنے ہی کیوں نہ ہوں عین قرآن منزل من اللہ ہیں ان کو کثیر یا متعدد کہنا محض ظاہر کے اعتبار سے ہے قرآن ایک ہی ہے اور بے مثل کتاب بالکل اسی طرح کثیر اجساد مثالیہ ذات حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امثال ونظائر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں اور بے مثل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض:۔ ناپاک جگہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حاضر و ناظر ہیں؟

**جواب:۔** i۔ جب خدا تعالیٰ کے جلووں کو یہ ناپاک چیزیں ناپاک نہیں کرسکتیں تو مظہر صفات الٰہیہ حضور علیہ السلام کے جلووں کو کس طرح ناپاک کرسکتی ہیں؟

ii۔ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ اگر تسبیح خداوندی ہر پاک و ناپاک چیز میں پائی جاسکتی ہے تو جلوہ ہائے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا جانا کیوں قابل اعتراض ہے؟

iii۔ نجاست کا حکم حقیقت پر نہیں لگ سکتا بول و براز کو کھاد کی صورت میں کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اناج اور سبزیوں کے پودے انہیں اجزاء کے نجاست کو جڑوں کے راستے سے اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور وہ تمام نجس اثرات اور ناپاک اجزاء ان پودوں میں جذب ہونے کے بعد اناج اور سبزیوں کی شکل ظاہر ہوتے ہیں جن کو معترض پاک

سمجھ کرتناول فرماتے ہیں اور کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ یہ وہی نجاست ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم امر بلکہ اس سے بھی بالاتر مخلوق ہیں یہ غلاظتیں عالم خلق کی ہیں۔ وہ عالم امر کی چیز کو متاثر نہیں کرسکتیں۔

اعتراض:۔ قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز کرنا موجب حبط اعمال ہے تم حاضر وناظر مان کر سپیکر لگاتے ہو سلام پڑھتے ہو وغیرہ اور تم منبر اور کرسی پر کیوں بیٹھتے ہو؟

**جواب:۔** روافض کا اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات مانگی صحابہ کرام کی آوازیں بلند ہوگئیں لہذا (معاذاللہ) ان کے اعمال حبط ہوگئے اس کا جواب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۴۵۵ میں یہ لکھا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے نعرے لگائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ نے ایسا بلند نعرہ لگایا کہ مکہ کی وادی ہل گئی جنگ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونچی آواز سے پکارا کہاں ہیں اصحاب سمرہ۔

**(روح المعانی صفحہ ۱۳۴ پارہ ۲۶)**

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونچی آواز سے حضور کی موجودگی میں متعدد بار

اذان کہی۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں منبر پر چڑھ کر بلند آواز سے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر عطا فرمائی حضرت ثابت بن قیس کی آواز بلند تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود بلوایا کیا آج کل مسجد نبوی میں اونچی آواز سے اذان نہیں کہی جاتی ؟ کیا مدینہ منورہ میں منبر نہیں ہے؟ جہاں مؤذن بلند آواز سے اذان کہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرنے کے لئے منبر پر چڑھنا سنت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان حضرات پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

اعتراض: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں معراج، ہجرت، سفر جہاد اور مدنی، مکی سورتوں کا کیا مطلب؟

**جواب:** نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں۔ حالت بشری حالت ملکی، حالت حقی یا حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حالت بشری:۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

حالت ملکی:۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لست کھیئتکم بخاری صفحہ ۲۵۷ جلد اول، وفی روایۃ انی لست کاحدکم ترمذی صفحہ ۹۷ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۳۲۲ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۸۱ جلد دوم، سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۲۸۲ جلد چہارم

حالت حقی:۔ جیسے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی مقرب

فرشتہ نبی ورسول کی گنجائش نہیں ہے۔ہم اہل سنت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوصرف حالت بشری کے اعتبار سے حاضر وناظر نہیں مانتے بلکہ روحانیت ونورانیت جس کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کہتے ہیں کے اعتبار سے حاضر وناظر مانتے ہیں اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی عظیم تر ہے کہ زمین وآسمان، عرش وکرسی، ملک وملکوت سب سے وسیع تر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں حالت بشری کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ کائنات کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے۔سفر معراج، ہجرت، سفر جہاد وغیرہ کا تعلق جسم اقدس کے ساتھ ہے جب معراج جسمانی تو آپ کا آنا جانا بھی حالت بشری سے متعلق ہوا۔حالت بشری میں کسی جگہ موجود نہ ہونا روحانی اور نورانی طور پر موجود ہونے کے معارض نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ امین ثم امین بجاہ طٰہٰ ویسین